امام احمد رضا
اور
باطل روایات کی تردید

مرتب:

کلیم احمد قادری

ناشر
جامعہ امام احمد رضا اسلامک ریسرچ سینٹر
بھساول، مہاراشٹر

نام کتاب	:	**امام احمد رضا اور باطل روایات کی تردید**
مرتب	:	کلیم احمد قادری (9970878140)
تقدیم	:	مفتیٔ شہر بھساول حضرت علامہ مفتی وصی احمد صاحب قبلہ
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (9867934085)
صفحات	:	56
سن اشاعت	:	صفر المظفر ۱۴۴۵ھ/ستمبر ۲۰۲۳ء
تعداد	:	1100
قیمت	:	
ناشر	:	**جامعہ امام احمد رضا اسلامک ریسرچ سینٹر**، بھساول

ملنے کے پتے:

جامعہ امام احمد رضا اسلامک ریسرچ سینٹر، بھساول، مہاراشٹر

مرکزی دارالافتاء والقضاء فیضانِ امام احمد رضا، بھساول، مہاراشٹر

رضائے مصطفیٰ اکیڈمی، دھرن گاؤں، ضلع جلگاؤں

البرکات پبلی کیشنز، محمد علی روڈ، بھساول، مہاراشٹر

مدینہ کتاب گھر، آگرہ رود، مالیگاؤں، مہاراشٹر

فہرست

تقریظِ جلیل

حضرت علامہ مولانا محمد ریحان رضا امجدی صاحب قبلہ

صدر المدرسین جامعہ امام احمد رضا ریسرچ سینٹر، بھساول، ضلع جلگاؤں، مہاراشٹر

قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام دین اسلام کا دوسرا معتبر اور خاص ذریعہ ہے۔دین اسلام کے یہ دو اصل بڑے ماخذ ہیں، اسی اہمیت کی بنیاد پر صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور علماء و محدثین نے جیسے قرآن مجید کو سینوں میں محفوظ کیا، اسی طرح ذخیرۂ حدیث کو حفظ و تحریر اور درس و تدریس کے ذریعہ محفوظ و مامون کیا اور قبول حدیث کے ایسے یقینی اور معتبر اصول وضوابط وضع کیے کہ احادیث نبویہ میں اختراع اور وضع احادیث کا خاتمہ ہو گیا۔علمائے سلف کی ان کاوشوں سے تاویلات و تحریفات اور احادیث نبویہ میں تشکیکات پیدا کرنے والوں کے مقاصد باطلہ خاک میں مل گے اور ایسے فتنہ گروں کو ہر دور میں سخت پسپائی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔ان فتنہ گروں کا اصل مقصد احادیث نبویہ میں شکوک وشبہات پیدا کر کے دین کے اس دوسرے بڑے ماخذ کو بے اثر کر کے اپنی من مانی تاویلات اور فکری کجی کو ایک باقاعدہ دین کی شکل دینا تھا۔لیکن یہ فتنہ پرور لوگ اپنی اس مہم میں نہ ماضی میں کامیاب ہو سکے اور نہ یہ حال و مستقبل میں کبھی کامیاب ہو سکیں گے کیونکہ دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت کے لے ہر دور میں اپنے بندوں میں سے کچھ خاص بندوں کو چنتا رہتا ہے جو اسی کام میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم کتاب فتاویٰ رضویہ شریف سے اور آپ کی دیگر تصنیفات سے ماخوذ ہیں۔یعنی امام اہلسنت نے اپنی تصنیفات میں جن موضوع روایات کی

نشان دہی فرمائی ہے ان میں سے بہت سی موضوع روایات کو الحمدللہ! عالی جناب کلیم احمد قادری صاحب نے تلاش وجستجو کے بعد ایک جگہ جمع کردیا ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جناب کلیم احمد قادری صاحب کی اس خدمتِ عظیمہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول انام بنائے اور مزید زورِ قلم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد ریحان رضا قادری امجدی غفرلہ

فکر رضا کی اصلاحی کرنیں

''امام احمد رضا اور باطل روایات کی تردید'' یہ مقالہ علم و آ گہی اور تحقیق و تدقیق کا مرقع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی اصلاحی خدمات کے کئی ایک جلوے نمایاں ہوکر سامنے آتے ہیں۔ دلائل و براہین سے آراستہ یہ تحریر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے متعلق پھیلائی گئی بدگمانیوں کا پردہ چاک کرتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی خدمات کی کثیر جہتیں ہیں۔ ہر جہت ممتاز و یگانہ ہے۔آپ کی اصلاحی خدمات پر درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں چند مشہور کتابوں کے نام اس طرح ہیں:

[۱] امام احمد رضا اور خوب و ناخوب (از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

[۲] امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات (از یٰس اختر مصباحی)

[۳] ارشاداتِ اعلیٰ حضرت (از مولانا محمد عبد المبین نعمانی)

[۴] امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات (از مولانا محمد عبد المبین نعمانی)

[۵] فاضل بریلوی اور امور بدعت (از فاروق القادری)

ان تصانیف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی اصلاحی خدمات کے کئی جلوے اجاگر کیے، جس سے معاشرتی اصلاح کے لیے اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کی کرنیں دور تک پہنچیں۔ اعلیٰ حضرت نے بدعات کا بروقت تعاقب کیا، غیر شرعی مراسم پر قدغن لگایا۔ سنتوں کو اجاگر فرمایا۔ خلافِ شرع کاموں کی مذمت میں درجنوں کتابیں قلم بند کیں۔ سیکڑوں فتاویٰ صادر کیے۔ امت مسلمہ کی بروقت رہبری کی۔ خلافِ شریعت پیروں اور گمراہ طبقوں کی قلعی کھول دی۔ مزارات پر انجام دیے جانے والے بعض وہ رسوم جو خلافِ شرع تھے کھل کر ان کا رد فرمایا۔

پیش نظر تحریر میں اصلاحی تعلیماتِ اعلیٰ حضرت کی ایک جھلک دکھا دی ہے۔ کلیم احمد

قادری مخلص قلم کار اور داعی ہیں۔ ان کے کئی مقالات نے اہل علم کو متاثر کیا ہے۔ پیش نظر مقالہ سے ان کا اصلاحی وفکری جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔ یقیناً اس طرح کے مقالات کی اشاعت سے عمدہ نتائج رونما ہوں گے۔ جامعہ امام احمد رضا بھساول سے یہ مقالہ کتابی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ ناشر و مصنف دونوں لائق تہنیت و تبریک ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں جہانِ رضویات میں درجنوں مینارۂ نور نصب کیے گئے ہیں، وہیں اصلاحی جہت سے مزید کام انجام دیے جائیں تا کہ فکر رضا کی کرنوں سے بام و در روشن ہوں اور اصلاحِ معاشرہ کے سلسلے میں استحکام حاصل ہو۔

احقر **غلام مصطفیٰ رضوی**
معتمد: نوری مشن/ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

عرضِ مرتّب

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان عالمِ اسلام کی وہ نابغۂ روزگار ہستی ہیں جن کی تعلیمات، تصنیفات وارشادات سے ایک عالم منوّر وتاباں ہے۔ یہ صرف خوش عقیدگی نہیں بلکہ آپ کی ایک ہزار سے زائد تصنیفات اس پر شاہد ہیں۔ دعوت وتبلیغ کا سب سے مؤثر ترین ذریعہ تحریر کو تسلیم کیا جاتا ہے، کیوں کہ تقریر کے الفاظ ہوا میں بکھر جاتے ہیں اور کچھ ہی طبقہ اس سے مستفیض ہوتا ہے۔ اسی طرح تدریس بھی اپنے تلامذہ وطلبہ تک ہی محدود رہ جاتی ہے۔ مگر تحریر یعنی لوح وقلم کی عظمت وقوت سے ہر دور وعہد میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی سے اقوامِ عالم کے عروج وزوال کی تاریخ منصۂ شہود پر آتی ہے اور اسی سے انسان اپنے حال کو ماضی ومستقبل سے مربوط کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی لیے امام اہلِ سنّت نے قرطاس وقلم کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ بنایا اور اسلاف واکابر کے تاریخی ولازوال خزانے کی حفاظت وصیانت کرتے ہوئے وہ عظیم تصنیفات عطا فرمائیں کہ قیامت تک ان سے دنیا مستفیض ومستنیر ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔ آپ خود فرماتے ہیں ؎

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد دروے
جز من و چند کتابے و دواتے و قلمے

آپ کی تصنیفات میں جہاں سیرتِ مصطفیٰ ومحبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں، وہیں شریعتِ مصطفیٰ واحکاماتِ اسلامیہ کی بجا آوری کی پاسداری نظر آتی ہے۔ آپ کی تصنیفات میں جس طرح فوز وفلاحِ مسلمین کے آبگینے ملتے ہیں، اُسی طرح آپ ردّ بدعات ومنکرات وخرافات وباطل روایات کی بیخ کنی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آج سے تقریباً دس

سال پہلے جب راقم نے مسلسل رضویات کا مطالعہ کیا اور دو تین مضامین تحریر کیے اور خصوصی طور سے جب ''تجلیاتِ کنزالایمان'' کی ترتیب و تہذیب کے درمیان مطالعہ میں چند روایات ایسی آئیں کہ جن کا آپ نے ردّ فرمایا تو خیال آیا کہ ایسی تمام روایات کو یکجا کر دیا جائے۔ اس ضمن میں برادرِ عزیز و کرم فرما محترم غلام مصطفیٰ رضوی صاحب نے رہنمائی فرمائی تو ایک مستقل مقالہ بن گیا۔ جسے آپ نے پسند فرمایا اور سال نامہ ''یادگارِ رضا'' ممبئی میں اسے شائع کرنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر گہما گہمی میں وہ کہیں خرد بُرد ہو گیا۔ کچھ سالوں کے بعد اچانک وہ مل گیا اور یادگارِ رضا ۲۰۲۲ء کی زینت بنا۔ کچھ کاپیاں حسبِ معمول مجھے انھوں نے عنایت فرمائیں، جس میں سے ایک کاپی میں نے اپنے محسن و کرم فرما، لائق صد احترام عالمِ نبیل فاضل جلیل مفتی محمد وصی احمد صاحب قبلہ کو پیش فرمائی۔ حضرت نے میرے مقالے کو بے حد پسند فرمایا، حوصلہ افزائی فرمائی۔ چوں کہ فتاویٰ رضویہ و تصنیفاتِ رضا کا آپ کا بڑا گہرا مطالعہ ہے، رضویات سے علمی شغف ہے، لہٰذا انھوں نے مزید چند روایات کی نشان دہی فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسے کتابی شکل میں ترتیب دے کر جامعہ امام احمد رضا کی طرف سے شائع کر دیا جائے۔

مفتی صاحب قبلہ کی کرم نوازی و خصوصی رہنمائی میں یہ مقالہ کتابی شکل میں قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے جامعہ کے اراکین کا بھی میں خصوصی شکر گذار ہوں کہ انھوں نے مفتی صاحب کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس کی اشاعت کو پسند فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس رسالے کے جملہ معاونین کو بہترین اجر عطا فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا ضامن بنائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کلیم احمد قادری عفی عنہ

۱۵/اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز اتوار

تقدیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اربابِ علم و دانش سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حدیث نبوی ﷺ دین اسلام کے ان بنیادی عناصر ومصادر میں سے ایک ہے جن پر دین اسلام کے احکام اور تشریعات کا دارو مدار ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور اسلامی میں حدیث نبوی ﷺ کی حجت و اہمیت اور ضرورت وافادیت کو امت نے تسلیم کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب حدیث وسنت پر دین کا مدار ہے اور اسے حجت تسلیم کیا گیا ہے تو اس کا رہتی دنیا تک محفوظ اور ہر قسم کی خرد و برد سے سالم رہنا بھی لازم ہے ورنہ ظاہر ہے کہ وہ حجت ہونے کے باوجود اگر محفوظ وسالم نہ ہو تو اس کو حجت قرار دینے کا آخر فائدہ ہی کیا ہوگا لہذا معلوم ہوا قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی ﷺ کا محفوظ رہنا بھی اس کی حجیت کا تقاضا ہے لیکن ایک جانب حدیث مصطفی کے تحفظ کا سامان پیدا ہو رہا تھا تو دوسری طرف کچھ ناعاقبت اندیش من مانی باتوں کو حدیث کے نام سے متعارف کروا رہے تھے اسی طرح ان جھوٹے لوگوں نے حدیث رسول میں ملاوٹ کا کاروبار جاری کر دیا تھا جو ظاہر ہے کہ حدیث رسول کے اس عظیم سرمایہ میں خلل انداز ہونے والا تھا لہٰذا من جانب اللہ حدیث رسول کو اس خرد و برد سے محفوظ اور جھوٹ کی ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لیے ایک دوسرا نظام سامنے لایا گیا اور وہ یہ تھا کہ ایک مستقل علم اصول حدیث کے نام سے جاری کیا گیا اور اس کی ایک شاخ علم اسماء الرجال یا علم الجرح والتعدیل وجود میں آئی اور اس کے ماہرین کو منصبۂ شہود پر جلوہ گر کیا گیا تا کہ من گھڑت روایت اور سچی روایت میں امتیاز قائم رہے حدیث نبوی خرد و برد کے عادی لوگوں کی دست درازیوں سے محفوظ ہوں اور دین کا یہ مصدر تا قیامت سالم و باقی رہے یہ وہ دور تھا جس میں حضرات ائمہ حدیث کو یہ ضرورت معلوم ہوئی کہ ہر راوی حدیث سے اس کا سلسلہ سند معلوم کیا جائے اور سند رجال وراویوں کے حالات کی جانچ و پڑتال کی جائے ان میں سے صادق و کاذب کی

پہچان کی جائے اور سچوں کی روایت کو لیا جائے اور جھوٹوں کی روایت سے احتراز کیا جائے اس سلسلے میں ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب صحیح مسلم جلد اوّل کے مقدمہ میں محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموالنا رجالکم فننظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم و ینظر الی اھل البدعۃ فلا یوخذ حدیثھم الخ (مقدمہ صحیح مسلم) یعنی علماء ائمہ حدیث وروایت پہلے سند حدیث کے بارے میں پوچھ تاچھ نہیں کرتے تھے لیکن جب یہ فتنہ من گھڑت روایت کا پیش آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے اپنے راویوں کو پیش کرو تا کہ ہم ان میں سے اہلسنت کو دیکھ کر ہم ان کی حدیث کو لیں اور بدعتی بد مذہب کو جان کر ان کی حدیث کو نہ لیں الغرض جب حدیث نبوی میں ملاوٹ کا کاروبار ہونے لگا اور من گھڑت باتوں کو حدیث کے نام سے متعارف کرانے کا سلسلہ جاری ہوا تو علم الاسناد اور علم اسماء الرجال کی ضرورت پڑی تا کہ موضوع اور صحیح میں امتیاز قائم رہے۔

وضع حدیث کے اسباب:

(۱) الحادوزندقہ بعض لوگ جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کرلیا تھا مگر درحقیقت وہ اسلام سے کوسوں دور تھے انہوں نے اسلام کی تعلیمات کو مخدوش کرنے اور اس کی پاکیزہ روایات کو مجروح کرنے کی غرض سے من گھڑت باتوں کو حدیث وروایت کے نام سے پھیلانا شروع کر دیا ان کا منشاء اسلام کی حقانیت کو مشکوک کرنا اور دین کی اہانت کرنا اور حق و باطل کو ملانے کی کوشش کرنا تھا۔

(۲) ترویج بدعت اور فرقہ واری تعصب اسلام کے شروع ہی میں متعدد فرقے اہلسنت و جماعت کی روش ونظریات سے ہٹ کر اپنے اپنے باطل مزعومات اور نظریات کے بیل ڈال رہے تھے اور ان باطل وغلط نظریات ومزعومات کو عوام میں فروغ دینے اور ان کی ترویج و اشاعت اور تائید وتقویت کے لیے اپنے مخالف دوسرے فرقوں کی تردید وتضعیف کے لیے انہوں نے جعلی احادیث کا کاروبار شروع کر دیا اس طرح بدعت و باطل مزعومات کی اشاعت

وترویج اور فرقہ وارانہ تعصب جالی احادیث کے وجود میں آنے کا سبب بنا معروف باطل فرقے خوارج کے ایک شیخ نے جب گمراہیوں اور باطل نظریات سے توبہ کی اس نے خود یہ کہا کہ جس سے دین لیتے ہو اس کو ذرا دیکھ پرکھ لینا پھر وہ از خود یہ راز فاش کرتا گیا کہ ہم جب کسی کو اپنا نظریہ بتاتے تو اس کے لیے ایک حدیث گھڑ لیا کرتے تھے۔ (الموضوعات) مرجیہ فرقہ بھی اسلام کے شروع ہی میں پیدا ہو گیا تھا اس کے ایک بڑے علم بردار محمد بن القاسم الطالقنی کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ وہ اپنے مذہب کے لیے حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ (الآلی المصنوعہ) یہ اہلِ باطل اس جھوٹ کو گھڑنے میں کس قدر جری تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ جسے ابوانس الحرانی نے نقل کیا ہے کہ مختار بن عبید شیعی نے ایک شخص سے کہا میرے لیے ایک حدیث گھڑ دینا کہ نبی کریم نے فرمایا میرے بعد میں خلیفہ بنا رہا ہوں اور اس کے عوض میں یہ لو دس ہزار درہم اور سواری اور خادم اور خلعت، تو شیخ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالے سے تو نہیں گھڑ سکتا کیوں کہ شیخ کے پیش نظر یہ حدیث مبارکہ تھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم من تعمد علی کذبا فلیتبوا مقعدہ من النار و من کذب علی متعمدا فلیتبوئا مقعدہ من النار ویقول ان کذب علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمدا فلیتبوئا مقعدہ من النار۔ اس کی ہمت تو نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی بھی صحابی سے کہو تو ان کے نام سے حدیث گھڑ دیتا ہوں اور اس وجہ سے چاہو تو تم اس قیمت میں سے کچھ کم کر دو مختار بن عبید نے کہا نہیں بلکہ نبی کریم کے نام سے گھڑوں کیوں کہ یہ بات زیادہ پختہ ہوتی ہے اس نے کہا ہاں مگر عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ (الموضوعات)

الغرض بڑا سبب اس وضع حدیث کے فتنے کے پیچھے گمراہ باطل فرقوں کی جانب سے اپنے گمراہ کن نظریات ومزعومات کی ترویج واشاعت اور ان کا نظریہ اس سلسلے میں متعصّبانہ رویہ تھا۔

(۳) نام وری اور شہرت کا شوق، اس فتنہ کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ کچھ لوگ نام وری اور شہرت کی حرص میں مبتلا ہو کر یہ چاہتے تھے کہ وہ ایسی احادیث لوگوں کے سامنے پیش کریں جو کوئی

بیان نہ کرتا ہو اور وہ کسی کے پاس نہ ہو لہذا وہ اس لیے حدیث وضع کرتے تھے کہ اس سے لوگوں میں مشہور ہونگے اور نئی نئی حدیث بیان کرنے سے اپنی انفرادیت و امتیاز قائم ہوگا جیسا کہ الموضوعات لابن الجوزی، الآلی المصنوعہ، اسرار المرفوعہ تنزیہ الشریعہ، وغیرہ میں تفصیل موجود ہے۔

(۴) چوتھی وجہ مال و دولت کی حرص کچھ لوگ وہ بھی تھے جنہوں نے مال و دولت کی حرص و محبت میں اُمراء کے موافق و مزاج کے احادیث گھڑ کر مال کمانے کی کوشش کی اور حطامی دنیا جمع کرتے رہے اور اسی سے اپنا دنیاوی کاروبار جاری رکھا

(۵) پانچویں وجہ ہر اچھے کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنے کا شوق ایک جماعت ایسی بھی پائی گئی کہ جس کی یہ خواہش تھی کی ہر اچھی بات کو حدیث بنا دیا جائے اور لوگ مختلف لوگوں کے اچھے کلام کو اپنی طرف سے سند لگا کر حدیث کا عنوان دیدیتے اور لوگوں میں پھیلاتے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک صاحب محمد بن سعید تھے جن کا کہنا تھا کہ اگر کوئی عمدہ کلام ہو تو ہمیں کوئی حرج نہیں اس کے لیے ایک سند گھڑ دی جائے۔ (الموضوعات)

شرح التبصرہ والتذکرہ: ان میں سے بعض لوگ اچھی اچھی باتیں گھڑتے اور رسول اللہ کی جانب منسوب کر دیا کرتے تھے اور بعض وہ تھے جو حکماء اور علماء کے کلام میں سے مضمون لیتے اور سند گھڑ کر حدیث کا نام دیدیتے اور بعض لوگ وہ تھے جو اسرائیلی روایات کو حدیث بنالیا کرتے تھے۔ (شرح التبصرہ والتذکرہ)

(٦) چھٹی وجہ ترغیب و ترہیب اور لوگوں کی بے جا دینی فکر ایک بڑا سبب اس فتنہ کے پیچھے یہ تھا کی زہد و تصوف کی جانب منسوب کچھ لوگ اپنی جہالت و ناواقفیت کی وجہ سے اس لیے حدیث گھڑتے تھے کہ وہ لوگوں کو دین کی جانب راغب کریں اور برائی سے بچائیں لہذا وہ ترغیب و ترہیب کی احادیث گھڑتے تھے اور لوگوں میں پھیلا دیا کرتے تھے تا کہ لوگوں کو نیکی اور عبادت خوبی اور بھلائی پر ابھارے شر اور برائی سے دور کرے اور حقیقت یہ ہے کہ ان جاہل متصوفہ اور زاہدین و عابدین اور واعظ و خطباء زمانہ کا اسمیں بڑا رول رہا ہے اسی لیے علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں حدیث گھڑنے والوں میں سب سے زیادہ نقصان

وہ قوم وہ ہے جو زہد و عبادت کی جانب منسوب ہوتی ہے جس نے اپنے فاسد گمان میں للّٰہیت واخلاص سے حدیث گھڑی ہیں پس ان کی من گھڑت حدیثیں ان پر اعتماد کی وجہ سے قبولیت اختیار کر گئی۔

فتنہ وضع حدیث کے خلاف محدثین کے کارنامے:

الحاصل متعدد وجوہات کی بناء پر حدیث میں وضع کا سلسلہ چل پڑا تھا لیکن اللہ عزوجل وحدہ لاشریک کو چونکہ دین محمدی کا یہ اہم مصدر باقی رکھنا تھا تو علماء محدثین کا طبقہ پیدا فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی پوری زندگی کا مقصد ہی یہ بنا لیا تھا کہ حدیث میں موضوع اور من گھڑت آنے والی چیزوں کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دئے تھے یہاں تک کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا جس سے ذخیرۂ حدیث میں سے صحیح وضعیف موضوع کی معرفت آسان ہوگئی محدثین کے ان کارناموں کے سلسلے میں علامہ خطیب البغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب شرف واصحاب حدیث میں رقم طراز ہیں: فقد جعل رب العلمین الطائفة المنصورة حراس الدين وصرف عنها كيدا لكائدين لتمسكهم بالشرع المتين و اقتفائهم آثارالصحابة و التابعين فشائنهم حفظ الآثار وقع المفاوز و القفار وركوب البراری والبحار فی اقتباس ما شرع الرسول المصطفی لا یعرجون عنه الی رای ولا هوی قبلوا شريعة قولا و فعلا و حرسوا سنته حفظا و نقلا حتى ثبتوا بذالك اصلها و كانوا احق بها و اهلها فكم من ملحد يروم ان يخلط بالشريعة ما ليس منها و الله تعالى يذب باهل الحديث عنها فهم الحفاظ لاركانها و القوامون بامرها و شائنها اذا صدف عن الدفاع عنها فهم دو نها ينا ضلون۔ (اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون) (شرف اصحاب الحدیث ج ۱ ص ۳۰) پس اللہ تعالی نے اس گروہ منصورہ یعنی ائمہ محدثین کو دین کا محافظ بنایا اور اس کے ذریعہ سازش کرنے والوں کی سازش کو ناکام کیا اس وجہ سے کہ یہ لوگ شرع متین کو مضبوطی سے تھامنے والے اور آثار صحابہ و تابعین کی اتباع کرنے والے

تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی جستجو وتلاش میں احادیث وآثار کو یاد کرنا اور اس کی خاطر جنگلات ومیدان کا پتہ کرنا اور خشکی وسمندر کا سفر کرنا ہی ان حضرات کا کام تھا یہ حضرات احادیث وآثار سے ہٹ کر کسی رائے اور خواہش کی جانب مائل نہیں ہوتے تھے انہوں نے شریعت کو قولاً وعملاً اختیار کیا اور سنت رسول کو حفظ ونقل کر کے اس کی حفاظت کا ذمہ انجام دیا یہاں تک کہ انہوں نے سنت کی اصل کو ثابت و پائدار کر دیا اور یہی لوگ اس کے حق دار بھی تھے پس کتنے ملحد ایسے تھے جنہوں نے شریعت میں غیر شریعت کو خلط ملط کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے محدثین کے ذریعہ سنت کا دفاع فرمایا۔ پس یہ حضرات ہی ارکان دین کے محافظ اور اس کے احکام کو قائم کرنے والے ہوئے اگر سنت کے دفاع سے کبھی اعراض کیا گیا تو یہی لوگ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں یہ اللہ کے لشکر ہیں اور اللہ کا لشکر ہی غالب ہے بہر حال اس مبارک گروہ میں بڑے مایہ ناز علماء وائمہ پیدا ہوئے اور اللہ کے رسول کی جانب منسوب کیے جانے والا جھوٹ مضمحل کمزور ہو گیا اور حق وسچ عیاں ہو گیا مذکورہ گروہ میں سے ایک محدث امام ابو حامد الشرقی بھی ہیں جن کے بارے میں محمد بن اسحاق بن خریمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہا کرتے تھے جب تک ابو حامد زندہ ہے کسی کے بس میں نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹی بات گھڑ دے۔ (الموضوعات)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اہلِ بغداد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: یا اهل بغداد لا تزنون ان احدا بقدر یکذب علی رسول الله ﷺ و انا حی یعنی اہلِ بغداد تم یہ خیال نہ کرنا کہ میرے جیتے جی کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے پر قدرت پائے گا۔ حفاظت حدیث کے لیے بلا رورعایت راویوں پر جرح وقدکرتے رہے صحیح وسقیم احادیث کی پہچان کے لیے اُصول بھی مرتب کیے اور رجال اور راویان حدیث کی چھان بین کا بیڑا بھی اٹھایا اور اس سلسلے میں کسی کی رعایت نہیں کی تاکہ حدیث رسول کا یہ ورثہ پوری طرح محفوظ رہے اور اس میں کسی قسم کا رخنہ نہ پڑے اور راویوں کے بارے میں جو بھی حق وسچ تھا اس کو لوگوں کے سامنے واضح کیا کسی کا جھوٹا ہونا کمزور ہونا دھوکے باز ہونا جاہل و اناڑی ہونا سب کو واضح کیا اور اس کو غیبت نہیں بلکہ ایک امانت قرار دیا۔ (تدریک المدارک

للقاضی عیاض)

اب ذرا غور کیجئے موضوع احادیث کے رواج کے خلاف علماء محدثین کی یہ جدو جہد اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے یہ کاوش وکوشش کیا ہمارے لیے سامان عبرت نہیں ہے اور اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ من گھڑت احادیث کا رواج امت میں ختم نہیں تو اس قدر کمزور ہوتا کہ گمراہوں کو بھی اسے پیش کرتے ہوئے ہمت ٹوٹنے لگتی مگر انتہائی حیرت ناک بھی ہے اور افسوس ناک بھی یہ صورت حال کہ ان حضرات کی اس قدر محنت و کاوش کے باوٴجود آج بھی بعض علماء نام نہاد اور بہت سے واعظان قوم کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی تقریر و بیان میں موضوع احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنی بیٹھک کو گرماتے ہیں اور یہ لوگ اس کے عادی ہو چکے ہیں حالانکہ احادیث میں کثرت کے ساتھ یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ نبی ﷺ پر جھوٹ نہ باندھو اور یہ کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور حضرات علماء نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ موضوع حدیث کا بیان کرنا جائز نہیں اور اس پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

کذب علی النبی کی حرمت و مذمت:

چنانچہ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ فی النار** (جو شخص میری جانب جھوٹی بات منسوب کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے) یہ حدیث غایت درجہ صحیح ہے اور متعدد علمائے حدیث کے نزدیک یہ متواتر حدیث ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے امام ابوبکر البزاز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ حدیث چالیس صحابہ سے مروی ہے اور امام ابوبکر البصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کہنا کہ اس حدیث کو ساٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے نووی کا بیان ہے امام ابوالقاسم بن مندہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کا ذکر کیا ہے اور ان کے مطابق ستاسی صحابہ سے مروی ہے اور ان راویوں میں عشرۂ مبشرہ بھی ہیں۔ (شرح مسلم للنووی)

ایک حدیث میں فرمایا: **من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فھو احد الکاذبین** (جو شخص میرے حوالے سے حدیث بیان کرے اس حال میں کہ وہ اس کو جھوٹا سمجھتا ہو تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے) (مقدمہ مسلم) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ

النکت ابن الصلاح میں اس حدیث کو پیش کر کے لکھتے ہیں یہ جملہ اس شخص کے لیے وعید میں کافی ہے جو کسی حدیث کو جھوٹا سمجھنے کے باوجود روایت کرتا ہے پھر کیا خیال ہے اس کے بارے میں جو کہ تحقیق سے اس کا جھوٹا ہونا معلوم ہونے کے بعد بھی اس کو بیان کرتا ہے اور اس کا موضوع و من گھڑت ہونا بیان نہیں کرتا ہے۔(النکت علی ابن الصلاح) اس حدیث سے واضع حدیث کی قباحت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس حدیث نے حدیث گھڑنے والے کے لیے سخت وعید سنائی ہے اور وہ دخول نار ہے بل کہ بعض علماء جیسے امام ابو محمد الجوینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو امام الحرمین ابوالمعالی الشافعی کے والد تھے انہوں نے وضع حدیث کو کفر قرار دیا ہے اگر چہ یہ مسلک جمہور کے نزدیک مسلم نہیں اور ضعیف ہے تاہم اس سے وضع حدیث کی شناعت کا اندازہ ہوتا ہے پھر علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بیان کردہ وعید میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو خود تو حدیث نہیں گھڑتے لیکن اسے جان بوجھ کر روایت کرتے ہیں۔

جھوٹی حدیث کی روایت حرام ہے علماء کی تصریحات:

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: یحرم روایۃ الحدیث الموضوع علی من عرف کونہ موضوعا او غلب علی ظنہ وضعہ فمن روی حدیثا علم او ظن وضعہ ولم یبین حال راویتہ وضعہ فھو داخل فی ھذا الوعید مندرج فی جملۃ الکاذبین علی رسول اللہ ﷺ۔ (موضوع حدیث کا روایت کرنا حرام ہے اس شخص پر جو اس کا موضوع و من گھڑت ہونا جانتا ہو یا اس کے موضوع ہونے کا غالب گمان ہو لھذا جو شخص کوئی ایسی حدیث روایت کرتا ہے جس کا موضوع ہونا یقین سے یا غالب گمان سے جانتا ہو اور وہ روایت کرتے ہوئے اس کا موضوع ہونا بیان نہ کرے تو وہ بھی اس وعید میں داخل ہے اور ان جھوٹوں میں سے ایک ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنے والے ہیں)(شرح مسلم ۱۔۷۱)

اسی لیے علماء نے صاف طور پر لکھا ہے کہ حدیث روایت کرنے سے پہلے اس کی جانکاری حاصل کرنا چاہیے کہ صحیح ہے یا نہیں اور یہ کہ اس کے راوی ثقہ و لائق اعتماد ہیں یا نہیں ان حضرات نے بلا تحقیق حدیث بیان کرنے کی اجازت نہیں دی امام مسلم رحمۃ اللہ تعالی علیہ

اپنے مقدمہ میں رقم طراز ہیں: اعلم ان الواجب علی کل احد عرف التمیز بین صحیح الروایات و سقیمها و ثقات الناقلین لها من المتهمین ان لا یروی منها الا ما عرف صحة مخرجه و المستارة فی ناقلیه و ان یتقی منها ما کان عن اهل التهم و المعاندین من اهل البدع۔ (جاننا چاہیے کہ ہراس شخص پر جو صحیح وسقیم روایات کے مابین اور ثقہ اور متہم لوگوں کے درمیان امتیاز کرسکتا ہے یہ واجب ہے کہ صرف وہی احادیث روایت کرے جس کا صحیح ہونا اور اس کے روایت کرنے والے کا قابل اعتماد ہونا معلوم ہو اور ان روایت سے پرہیز کرے جو اہل تہمت اور معاندین اہل بدعت سے وارد ہوئی ہیں) (مقدمہ صحیح مسلم ٦) نیز تمام علمائے حدیث نے بالاتفاق اس کی وضاحت وصراحت کی ہے موضوع کی جان بوجھ کر روایت اور نقل کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے چناں چہ علامہ ابن الصلاح علامہ ابن حجر علامہ ابن جماعہ علامہ ابن الملقن علامہ سیوطی اور علامہ سخاوی رحمہم اللہ وغیرہم حضرات کہتے ہیں: و لا تحل راویته لاحد علم حاله فی ای معنی کان الا مقرونا ببیان وضعه (موضوع حدیث کا روایت کرنا کسی ایسے شخص کے لیے جائز نہیں جو اس کا یہ حال جانتا ہو خواہ کسی بھی سلسلے میں ہو مگر یہ کہ اس کے موضوع ہونے کو بیان کرے) (دیکھئے علم الحدیث لابن الصلاح ۹۸-۹۹۔ نزہۃ النظر ۲۲ تدریب الراوی ۱-۲۷۴)

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ میں لکھتے ہیں:

اعلم انه قد صرح الفقهاء و المحدثون باجمعهم فی کتبهم بانه تحرم روایته الموضوع و ذکره و نقله و العمل بنا افاده مع اعتقاد ثبوته الا مع التنبیه علی انه موضوع و یحرم التساهل فیه سواء کان فی الاحکام و القصص او الترغیب و الترهیب او غیر ذلك و یحرم التقلید فی ذکره و نقله الا مقرونا ببیان وضعه۔ جاننا چاہیے کہ تمام فقہاء ومحدثین نے اپنی کتابوں میں صراحت کی ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اس کا ذکر کرنا اور نقل کرنا اس کے ثبوت کا اعتقاد کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے موضوع ہونے پر تنبیہ

کرے اور اس بارے میں تساہل برتنا حرام ہے خواہ وہ موضوع حدیث احکام کے بارے میں ہو یا قصوں کے یا ترغیب وترہیب یا کسی اور کے بارے میں ہو اور اس کے نقل و ذکر کرنے میں دوسروں کی تقلید کرنا بھی حرام ہے الا یہ کہ اس کے موضوع ہونے کا بیان بھی ساتھ میں کردے۔(الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ)

معلوم ہوا کہ موضوع روایت کا بیان کرنا خواہ خود گھڑ کر کرے یا کسی سے سن کر تقلید کرے، ہر صورت میں گناہ عظیم ہے اور اس پر سخت وعید جہنم میں ٹھکانا بنا لینے کی بات کی گئی ہے اور اس کی حرمت پر تمام علماء اہلسنت کا اتفاق ہے مگر کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ واعظانِ قوم نے اس حرام کے ارتکاب پر کمر باندھ لی ہے اور لوگ ان کے ظاہری زہد واتقاء کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے اور ان کی عقیدت وعظمت کی وجہ سے ان جھوٹی احادیث کو قابل اعتبار سمجھ لیا یہاں تک کہ سلف کے دور میں بھی ان کا ایسا غلبہ اور عوام الناس پر ان کا ایسا رعب وتسلط قائم ہو گیا تھا کہ اگر کوئی محدث ان کی اس جھوٹ پر متنبہ کرنا چاہتا تو اس کے حق میں یہ خطرہ بن جاتا، حامی سنت ماحی بدعت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے فتاوی جات میں جن موضوع روایات کی نشان دہی فرمائی۔ان میں سے بہت سی روایات کو لائق صد تحسین عالی جناب کلیم احمد قادری اطال اللہ عمرہ (ایم اے، بی ایڈ) نے اس رسالہ میں جمع کر دیا ہے،اللہ عزوجل وحدہ لاشریک نے عالی جناب کلیم احمد قادری اطال اللہ تعالی عمرہ کو بہت سے علوم وفنون سے نوازا ہے۔آپ کی تصنیف وتالیف کردہ کتابوں کی تعداد تقریباً پچاس سے زائد ہیں بعض کتابیں قواعد پر مشتمل ہیں اور بعض کتابیں تذکرہ وسوانح پر مشتمل ہیں اور بعض کتابیں مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت پر مشتمل ہیں آپ کی بہت سی کتابیں اطفال مکتب کے آداب وتربیت پر مشتمل ہیں اسکولی بچوں کی بے راہ روی دیکھتے ہوئے انہیں کی زبان میں دین کی باتیں پیش کی ہیں اسی وجہ سے مہاراشٹر کی بہت سی جگہوں پر خصوصا علاقہ خاندیش میں آپ کی کتابیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں بہت سے ادارے اور اسکول میں آپ کی کتابیں داخل نصاب ہیں موصوف کی ایک کتاب میری نظروں سے گزری جس میں علم بیان اور علم عروض کے مسائل

تھے جن کو پڑھ کر میں دنگ رہ گیا کہ علوم عصریہ کا ماہر علوم دینیات سے اس قدر شغف کیسے رکھتا ہے اور اتنا ماہر کیسے ہوا بے ساختہ شیخ سعدی شیرازی ایرانی قدس سرہ کا یہ مصرع زبان پر آگیا ایں سعادت بزور باز ونیست۔تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

جب سے موصوف سے میری ملاقات ہوئی ہے میری نگاہ میں موصوف کی محبت گھر کر گئی ہے۔موصوف کی دین داری اور خوش خلقی اور بے لوث خدمت دین کی بنا پر موصوف کو مرکزی دارالافتا والقضا فیضان امام احمد رضا کے ٹرسٹ میں شامل کیا گیا،اور جامعہ امام احمد رضا اسلامک ریسرچ سینٹر کے قیام کے وقت جب اراکین کا تذکرہ ہوا تو اس کے رکن میں بھی آپ کو اہم رکن رکین کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔اللہ تعالی ان کو اپنے خاص کرم سے نوازے اور علم ودانش کی دولت سے مالا مال فرمائے۔جس اہم مقصد کے لیے انہوں نے یہ رسالہ ترتیب دیا خداوند تعالیٰ اس مقصد کو پورا فرمائے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیقات کو عام سے عام تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان تحقیقات کے نور سے ہر جگہ اُجالا ہی اُجالا فرمائے۔

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑ ودرود

میں مبارک بادی پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل وحدہ لاشریک اس خدمات جلیلہ کو قبول ومقبول فرمائے اور مزید زور قلم عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

عبدہ المذنب **وصی احمد علوی قادری** غفرلہ

خادم مرکزی دارالافتا والقضا فیضان امام احمد رضا

وسربراہ اعلی جامعہ امام احمد رضا اسلامک ریسرچ سینٹر،بھساول،مہارشٹر

مورخہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

امام احمد رضا اور باطل روایات کی تردید

صالح و پاکیزہ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لیے بدعات و منکرات، خرافات و لغویات کی نشان دہی اور اس کا تدارک عالم ربّانی اور مجدّد کی بعثت کا اوّلین مقصد ہوتا ہے۔ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ چودھویں صدی کے وہ عظیم عبقری، محقّق، عالمِ ربّانی ہیں جنھوں نے شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں بدعات و منکرات کا سدِّ باب فرمایا، خرافات ولغویات کی نشان دہی فرمائی، باطل وغیر مستند روایات کی تردید فرمائی۔ اپنے دَور میں اُٹھنے والے فتنوں کا قلع قمع کیا۔ باطل مذاہب کو کیفر کردار تک پہنچایا اور حق کا سر بلند فرمایا۔ آپ نے اپنے دَور کی جن بدعات و خرافات اور ناجائز رسومات کے خلاف قلمی جہاد فرمایا، تحقیقی مقالات و رسائل تصنیف کیے، ان کی ایک لمبی فہرست ہے۔

عورتوں کی مزارات پر حاضری کی ممانعت میں "جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور" کتاب تصنیف فرمائی۔ تعزیہ داری کی خرافات پر "اعالی الافادہ فی تعزية الهند و بيان الشهادہ" لکھی۔ سجدۂ تعظیمی کی حُرمت پر "الزبدة الزکیه فی تحريم سجود التحيه" اور دعوتِ میّت و اغنیا کی اس میں شرکت کی ممانعت میں "جلی الصوت لنهی الدعوۃ امام موت" تصنیف فرمائی۔ شادیوں کی رسومِ بدکار پر "ھادی الناس فی رُسوم الاعراس" قلم بند فرمائی۔ بزرگوں کی تصاویر بنانے و فوٹو کھنچانے کی حُرمت پر "عطایا القدیر فی حکم التصویر" رسالہ لکھا۔ عورتوں کی بے پردگی پر تنبیہ فرماتے ہوئے "مروّج النجا لخروج النساء" لکھی۔ آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی کے ردّ میں "اجلی التحبیر فی حکم السماع والمزامیر" تحریر فرمائی۔ اور اس طرح کے عنوانات مثلاً فرضی قبریں بنانا، قبروں کا طواف کرنا، اُجرت پر قرآن پڑھوانا، پتنگ بازی و کبوتر و بٹیر بازی، امام ضامن باندھنا، جاہل و فاسق کا میلاد پڑھنا، قشقہ لگانا، میلۂ ہنود میں

شرکت کرنا، فال نکالنا، مرد کا سونے چاندی کی انگوٹھی پہننا، سیاہ خضاب کرنا، لمبے بال رکھنا، مونچھیں بڑھانا وغیرہ سیکڑوں خرافات وناجائز رسومات پر فتاویٰ تحریر فرمائے، جو فتاویٰ رضویہ کے بارہ ضخیم مجلّدات میں مطالعہ کیے جاسکتے ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع یہاں اُن غیر مستند و باطل روایات کو بیان کرنا ہے جن کا امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ردّ و ابطال فرمایا، اُن کی تردید فرمائی۔ بے اصل و باطل روایات جو بلا تحقیق و تدقیق بیان کردی جاتی ہیں حرام و گناہ ہے اور کبھی کبھی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ مخبر صادق، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بلا تحقیق و تصدیق کوئی بات دوسروں تک پہنچانے کو سخت ناپسند فرمایا، حدیث پاک میں ہے:

عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفٰی بالمرء کذباً ان یحدث بکلّ ما سمع۔ (۱)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بات کی تحقیق کیے بغیر دوسروں تک پہنچا دے۔''

اِسی لیے غیر عالم کو وعظ کہنا حرام قرار دیا گیا۔ امام اہلِ سنّت نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا: ''جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآنِ مجید کی تفسیر یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں سے کسی چیز کا بیان جائز نہیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔'' (۲)

یونہی بے اصل و باطل روایات خلافِ شرع اشعار و اقوال کا سُننا، پڑھنا حرام و گناہ ہے۔ امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں: ''وہ پڑھنا، سُننا جو منکراتِ شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے۔ جیسے روایاتِ باطلہ و حکایاتِ موضوعہ و اشعار خلافِ شرع خصوصاً جن میں توہین انبیا و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو کہ آج کل جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے، حالانکہ وہ صریح کلمۂ کفر ہے۔ (۳)

لہٰذا جاہل و پیشہ ور مقررین و شعرا کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور عوام الناس

کو ایسی مجالس سے دور اور بانیانِ مجلس کو ایسے جاہل واعظوں سے اجتناب کرنا چاہیے، جو شریعت کا پاس ولحاظ کیے بغیر لچھے دار تقریریں کرتے ہیں اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے دور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسی مجالس جس میں روایاتِ باطلہ وجاہل وفاسق شعرا کلام پڑھتے ہیں احتراز لازم ہے۔ امامِ اہلِ سنّت ایسی مجالس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''روایاتِ موضوعہ پڑھنا بھی حرام، سُننا بھی حرام۔ ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق عذابِ الٰہی ہیں۔ یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبالِ شدید میں جُدا جُدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اُس پر علاوہ اور ان حاضرین وقاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے۔(۴)

اب اُن باطل روایات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن کی امام اہلِ سنّت مجدّدِ دین وملت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے تردید فرمائی ہے۔ امام اہلِ سنّت سے پوچھے گئے فتویٰ کا اقتباس اور آپ کے جواب کو بغیر کسی تذکرہ کے تحریر کیا جاتا ہے:

(۱) شبِ معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرشِ بریں پر پہنچے، نعلینِ پاک اُتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادیِ ایمن میں نعلین شریف اُتارنے کا حکم ہوا تھا۔ فوراً غیب سے ندا آئی: اے حبیب! تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزّت زیادہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: ''یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔''(۵)

(۲) حضور سیدنا سرکار غوثِ اعظم کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا، مرنے والے کا لڑکا سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ سرکار غوثِ اعظم کو رحم

آیا۔آپ نے حضرت عزرائیل کو مراقب ہوکر روکا۔دریافت کیا آپ نے ہمارے مرید کی روح قبض کی ہے؟ فرشتے نے اثبات میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔فرشتے نے کہا: بحکمِ الٰہی روح قبض کی ہے۔اس پر جھگڑا ہوا۔سرکار نے تھپڑ مارا۔فرشتے کی آنکھ نکل گئی اور آپ نے ان کی زنبیل چھین کر اس دن کی تمام روحین جو قبض کی تھیں،سب کو چھوڑ دیا۔ حضرت عزرائیل نے اللہ عزوجل سے شکایت کی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے محبوب نے ایسا کیا،کوئی بات نہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا:

''یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کا پڑھنا وسُننا دونوں حرام ہے۔احمق و جاہل نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور غوثِ اعظم کی تعظیم کرتا ہے،حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے۔کسی عام مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے، نہ کہ محبوبانِ الٰہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیا سے افضل ہیں۔کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب اس کے لیے باعثِ کفر ہے۔اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔(٦)

(٣) خاتونِ جنت بتول زہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روزِ محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوں گی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون آلود و زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی ﷺ کا دندانِ مبارک جو جنگ اُحد میں شہید کیا گیا تھا،ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضے میں اُمّتِ عاصی کو بخشوائیں گی،صحیح ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یہ سب محض جھوٹ اور اِفترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے۔مجمع اوّلین و

آخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گے زیرِ عرش سے منادی ندا کرے گا: اے اہلِ محشر! اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بیٹی محمد ﷺ کی صراط پر گذر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نورِ الٰہی ایک براق کی طرح ستّر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گذر فرمائے گا۔(۷)

(۴) ایک مرتبہ جناب رسولِ کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو۔ آپ نے جواب عرض کیا ایک پردے سے آواز آتی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اُٹھا کر دیکھا! انھوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردے کو اُٹھاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اُٹھا کر دیکھنا حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پردے کے اندر خود حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرمار ہے کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا یہ روایت کہا تک صحیح ہے اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

امام اہلِ سنّت اس روایت کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''یہ روایت محض جھوٹ اور کذب و اِفترا ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ ہے اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸)

(۵) شب معراج جب براق حاضر کیا گیا، حضور آبدیدہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل نے سبب پوچھا۔ فرمایا آج میں براق پر جارہا ہوں، کل قیامت کے دن میری اُمت برہنہ پا پُل صراط کی راہ طے کرے گی۔ تو یہ تقاضائے محبت وشفقتِ اُمّت کے مواقف نہیں۔ ارشادِ باری ہوا یوں ہی ایک ایک بُراق بروزِ حشر تمہارے ہر اُمتی کی قبر پر بھیجیں گے۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت الملفوظ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بہت سی روایات بالکل بے اصل و بے ہودہ ہیں۔'' (۹)

(٦) ایک روز جبرئیل علیہ السلام حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اخی! تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا: حضور! دستارِ مبارک کا پیچ تمام نہیں فرماتے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے یہاں حاضر ہو جائے گا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتا ہے وہاں پردہ پڑا ہوا ہے۔ جاؤ اُس کو اُٹھا کر دیکھو۔ ادھر آں حضرت ﷺ نے دستارِ مبارک زیب سر فرمانا شروع کی، جبرئیل علیہ السلام نے مقام مذکور پر پردہ اُٹھا کر دیکھا تو حضور پٹکا زیب سر فرما رہے ہیں، پھر زمین پر آ کر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے۔ حیران ہو کر عرض کیا: حضور! مجھے کیوں دوڑایا جاتا ہے جب یہاں بھی آپ اور وہاں بھی آپ؟

اس روایت کی تردید میں امام اہلِ سنّت نے فرمایا: ''یہ روایت محض کذب و باطل و مردود و موضوع و اِفترا اور اختراع ہے۔ قاتل اللہ و اضعھا اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا حرام ہے۔ (۱۰)

(۷) ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جنھوں نے شراب پی، زنا کیا، قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں سزا کے طور پر بابل کے کنویں میں اوندھے منہ لٹکا دیا وغیرہ۔

امام اہلِ سنّت مجددِ دین وملت اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''قصّہ ہاروت و ماروت جس طرح عوام میں شائع ہے ائمہ کرام کو اس پر سخت انکارِ شدید ہے جس کی تفصیل شفا شریف اور اس کی شروح میں ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ھٰذا الاخبار من کتب الیھود و افترائھم یعنی یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کے افتراؤں میں سے ہے۔ (۱۱)

(۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ داستان امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اُس الفاظ کا اطلاق کیسا ہے؟

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''سیّدنا عمرو بن امیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے۔ فیضی بے فیض نے جب داستانِ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھڑا اور اس میں جہاں صدہا کارِ ناشائستہ و اطوارِ ناشائستہ مثلاً مہر نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اس کے محفل پر کمندیں ڈال کر جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا، عمّ مکرم حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کیے، یونہیں ہزارہا شہیدین اور مسخرگی کے بے ہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر دیے اور انھیں معاذ اللہ عیار، زود و طرار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل، بے چارے، تبرائی بنائے، یہ اُس مردک کی ناپاک بے باکی اور بے باک ناپاکی اور خدا و رسول پر سخت جرأت تھی۔ مسلمانوں کو ان شیطانی قصّوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔ **واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم**۔ (۱۲)

(۹) حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مردے کے سامنے فرمایا: **قم باذنی**۔ یہ سنتے ہی مردہ زندہ ہو گیا وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ''حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ سے یہ کلمہ ثابت نہیں۔'' (۱۳)

(۱۰) حضرت سید شاہ عبد الرزاق ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ دس محرم کو ایک تعزیہ کے ساتھ ہو لیے، جو جُلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لیے جاتے تھے۔ آپ کی وجہ سے اور خادم و مریدین بھی ساتھ ہوئے۔ کربلا تک ساتھ رہے۔ مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیہ سے کیا مطلب، میں تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہو لیا تھا۔

انھیں بزرگ کا واقعہ ہے کہ اس دن و عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے، ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکا یک اسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لائے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہو لیے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں۔

اِن دونوں روایتوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہے۔ تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول۔ مجبوراً حکایت بناتے ہیں۔ اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے، کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے، کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے، کوئی فضل الرحمٰن صاحب سے، کوئی میرے جدِ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے اور سب باطل و مصنوعی ہیں۔ (۱۴)

(۱۱) حضرت حسین ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ کا ’’انا الحق‘‘ کہنا اور انھیں اس بنا پر سولی کا دیا جانا اس روایت کے بارے میں اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملت فرماتے ہیں:

’’ان کی بہن اکابر اولیاء کرام سے تھیں۔ ہر روز اخیر شب جنگل میں تشریف لے جاتیں، عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ ایک روز حضرت حسین ابن منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا، دوسرے دن قصداً جاگتے رہے۔ جب وہ اپنے معمول پر اُٹھ کر باہر چلیں، یہ آہستہ اُٹھ کر پیچھے ہو لیے۔ وہ جنگل پہنچی، عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ یہ پیڑوں کے پیچھے چھپے دیکھتے رہے۔ قریب صبح انھونے دیکھا آسماں سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اُترا اور ان کی بہن کے دہن کے پاس آ گیا۔ انھوں نے پینا شروع کیا اور یہ بے چین ہوئے۔ چلّا کر کہا: بہن! تمہیں خدا کی قسم! تھوڑا میرے لیے چھوڑ دو۔ انھوں نے صرف ایک جُرعہ ان کے لیے چھوڑا، جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر، در و دیوار سے آواز آنے لگی کون اس کا زیادہ احق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟ یہ اس کا جواب دیتے ہوئے انا الاحق بے شک میں احق ہوں۔ لوگوں نے کچھ سُنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔‘‘ (۱۵)

(۱۲) صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی، بنا بر اس کے اس روز کھانا وشیرنی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں۔ علی ھذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معاملات ہیں۔ کہیں اس روز کو نجس ونامبارک جان کر گھر کے پرانے برتن توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلّہ چاندی کے اس روز کی صحت بخشیِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرضِ اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اس دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیثِ مرفوع میں آیا آخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر ۔ اور مروی ہوا ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی دن تھی اور اسے نجس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ واضاعتِ مال ہے، بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔(۱۶)

(۱۳) بعض لوگ پیرانِ پیر کا پیوند دیتے ہیں۔ کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا تو اس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اس طرح دوسرے برس ۱۴/ یا ۱۵/ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیرانِ پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''دسوندی نام کفّار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمانوں کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے، اگر اس معنی پر سمجھتے ہیں کہ یوں کریں گے تو جیے گا ورنہ مر جائے گا، تو سخت جہل بے بہودا اعتقاد و مردود و

مشابہ خرافات ہنود وغیرہم کفار عنود ہے۔(۱۷)

(۱۴) بعض جہلاءؔ ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتونِ جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا اُن کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دلا کر لانا۔اس کی کچھ سند ہے یا واہیات ہے؟

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی طرف اس کی نسبت محض جھوٹ بُرا افترا ہے۔(۱۸)

(۱۵) اکثر لوگ ۳، ۱۳، ۲۳ یا ۸، ۱۸، ۲۸ وغیرہ تواریخ اور پنج شنبہ و یک شنبہ و چہار شنبہ وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے، اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا، ان کا کیا حکم ہے؟

امام اہلِ سنّت نے فرمایا: ''یہ سب باطل و بے اصل ہے۔'' (۱۹)

(۱۶) ایک واعظ نے جلسۂ عام میں منبر پر بیٹھ کر یہ کہا کہ آج میں ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں جو آج تک حاضرین جلسہ نے نہ سُنی ہو کیوں کہ کسی عالم اور کسی فقیر نے آج تک بیان نہیں کی کیا۔وہ بات یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت خانہ پر تشریف لائے، آپ کی سوئی گر گئی تھی، وہاں اندھیرا تھا۔اس کو وہ تلاش کر رہی تھیں، تاریکی کی وجہ سے نہ ملتی تھی۔حضور نے تبسم فرمایا، دندانِ اقدس کی روشنی سے وہ سوئی مل گئی۔حضور نے خیال فرمایا کہ میرے دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے۔اس تکبّر کی وجہ سے حضور کا دندانِ اقدس جنگِ اُحد میں شہید ہو گیا۔

(۱۷) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے۔ اس وجہ سے پاؤں پر وَرم آ گیا۔ کسی صاحب نے یہ عرض کیا کہ حضور پتھر آگ میں گرم کر کے سینکیں۔ حضور نے جس وقت پتھر آگ میں ڈالا، اُس نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی۔ حکم ہوا کہ ہم اس کا بدلہ تجھ کو دیں گے۔ ان الفاظ سے توہین ہوئی یا نہیں اور ہوتی ہے تو کس حد تک؟

یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں یا غلط؟ اس کے بیان کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے اور سامعین پر اس کا گناہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کس طرح اس گناہ سے بَری ہوں؟

امام اہلِ سنّت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مستفتی کو اِن دونوں روایات پر جو تحریر فرمایا، وہ قارئین کی نذر ہیں:

''پہلی روایت کہ تبسّم فرمانے سے سوئی مل گئی۔ یہاں تک ٹھیک ہے۔ اس کے بعد جو اس بیان کرنے والے نے بڑھایا وہ صریح کذب وافترا ہے اور اس کے ساتھ جو اُس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت معاذ اللہ تکبّر کا لفظ کہا، وہ صریح کفر ہے۔ وہ ایمان سے نکل گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ جیسے مجمع میں اس نے وہ ناپاک ملعون لفظ کیا، اسے حکم ہے کہ ویسے ہی مجمع میں توبہ کرے اور اسلام لائے۔ اگر نئے سرے سے مسلمان نہ ہو تو مسلمانوں کو اس سے سلام وکلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی غمی میں شریک ہونا حرام، بیمار پڑے تو اُسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، مرنے کے بعد اسے کچھ ثواب پہنچانا حرام، بلکہ اس کے کفر پر مطلع ہو کر جو کوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرے گا اور اسے مسلمان جانے گا بلکہ اس کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

اور وہ جو دوسری روایت پتھر کی اس نے بیان کی وہ بھی محض جھوٹ اور اس کا اِفترا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ روایت اس پر جہنم کے پتھر برسائے گی۔ وہ لوگ جو ایسے کو بیان کرنے کے لیے بٹھاتے ہیں اور اس کا بیان سنتے ہیں، سب سخت گنہ گار ہیں اور اگر اس پہلی

روایت کو سُن کر پسند کیا تو وہ پسند کرنے والے سب اُس کی مثل کافر ہو گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں، اُن پر توبہ فرض ہے اور ہدایت اللہ کے ہاتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲۰)

(۱۸) یہاں ایک مولوی صاحب نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک شہادت کے کئی روز نہایت ناگفتہ بہ حالت میں رہی اور آپ کی ایک ٹانگ (نعوذ باللہ) کتوں نے چبا ڈالی۔ مولوی صاحب اور ان کے مقلدین اس واقعہ کو تاریخی واقعہ بتاتے ہیں۔

امام اہلِ سنّت نے بڑا مدلّل، وسیع و جامع جواب عنایت فرمایا، جس کا ایک اقتباس حاضرِ خدمت ہے: ''تمام مشہور روایات سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی لاش کا تین دن تک پڑے رہنے کا واقعہ محض اِفترا اور جھوٹ ہے اور تمام کتب تاریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے، کیوں کہ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ۱۸/ذی الحجہ بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر ہوئی اور بلاشبہ ہفتے کی رات بقیع شریف میں تدفین ہوئی۔(۲۱)

(۱۹) وہ شخص زیارتِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف نہ ہوگا جو حُقّہ پیتا ہے، اگر چہ درود شریف بکثرت پڑھتا ہو اور کیا اس کا تحفہ حضور قبول نہ فرمائیں گے؟

اِس روایت پر امامِ اہلِ سنّت اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں: ''دَم لگانا جس سے ہوش وحواس میں فرق آجاتا ہے، حرام ہے اور سادہ حقّہ ہرگز حرام نہیں۔ نہ اس کا پینا کسی طرح کا گناہ ہے۔ ہاں اگر بُو رکھتا ہے تو خلافِ اولیٰ ہے، جیسے کچّی پیاز کھانا اور یہ جاہلانہ خیالات کہ حقّہ پینے والا زیارتِ اقدس حضور پُرنور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاذ اللہ محروم ہے یا حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ اس کا تحفۂ درود شریف قبول نہ فرمائیں گے، یہ سب دروغ بے فروغ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اِفترا ہے۔ بہت بندگانِ خدا حُقّہ پینے والے خواب میں

زیارتِ جمالِ جہاں آرائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہا مشرّف ہوئے اور حضور رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غایت کرم و مہربانی کے کلمات ارشاد فرمائے۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں: ''ہاں وِردِ درودِ مبارکہ کے وقت حقّہ نہ پیے اور پی چکا ہو تو کلّی مسواک سے منہ صاف کر کے وِرد شروع کرے۔'' واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲)

(۲۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں بروزِ قیامت حقّہ پینے والے سے حضور سرورِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام روئے مبارک پھیر لیں گے اور درود شریف اس کا پڑھنا قبول نہ ہوگا، یہ بیان غلط ہے یا صحیح؟ **بیّنوا توجروا**۔

الجواب: یہ سب دروغِ کاذب ہے اور شریعتِ مطہرہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اِفترا۔ حقّہ تو مباح ہے، اگر بفرضِ غلط حرام بھی ہوتا تو اتنا گناہ نہ ہوتا جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اِفترا کرنا کبیرہ شدیدہ ہے، جس کے بعد بس کفر ہی کا درجہ ہے۔ **ولا حول ولا قوّۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالےٰ اعلم**۔ ()

(۲۱) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے والدین رضی اللہ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشادِ باری ہوا کہ اے حبیب! یا ماں باپ کو بخشوا لے یا اُمت کو؟ آپ نے ماں باپ کو چھوڑا، اُمت اختیار کی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

مجدّدِ اعظم امام اہلِ سنّت اس روایت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''محض جھوٹ، افترا اور کذب و بہتان ہے۔ اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ جل و علیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔'' (۲۳)

(۲۲) حضرت قاسم کی شادی کا میدانِ کربلا میں ہونا جس بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے، اہلِ سنّت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام

حسین علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندانِ نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا: ''نہ یہ شادی ثابت۔ نہ یہ مہندی۔ سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ۔'' (۲۴)

(۲۳) ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں شراب پی اور حالتِ نشہ میں نماز میں سورہ غلط پڑھی اور یہ بھی بیان کیا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ نشہ میں ایک اونٹنی بلا ذبیحہ کا دل اور جگر کھایا۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت اس روایت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت امر مذکور کا بیان کرنے والا اگر اس سے شانِ اقدس مرتضوی پر لعن چاہتا ہے تو خارجی ناصبی مردود جہنمی ورنہ بلاضرورتِ شرعیہ عوام کو پریشان کرنے والا سفیہ احمق، بدعقل، بے ادب ہے۔ یہی حال سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ہے بلکہ اس میں قائل نے جھوٹ ملایا ہے، اسے توبہ لازم ہے۔ لا حول و لا قوة الا باللهِ العلی العظیم. و الله تعالیٰ اعلم(۲۵)

(۲۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے۔ آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے یا نہیں؟

امام اہلِ سنّت نے اس روایت کے بارے میں فرمایا:

''یہ بے اصل ہے۔ و الله تعالیٰ اعلم(۲۶)

(۲۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے آج یہ بیان کیا کہ

ایک نام کے دو آدمی ہوں تو ایسا ہوجاتا ہے کہ بجائے اُس کے کہ جس کی قضا آئی ہو، دوسرے آدمی کی روح قبض کر لیتے ہیں فرشتے اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ وقوعہ میرے روبرو کا ہے کہ ایک جان قبض کر لی گئی اور چند منٹوں کے بعد وہ زندہ ہوگیا اور اُس نام کا اُس محلّے کے قریب ایک شخص تھا، وہ مر گیا۔ جو شخص اوّل مر گیا تھا جب اُس سے حال دریافت کیا تو اُس نے بہت کچھ قصّہ بیان کیا۔ اس کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

امام اہلِ سنّت جواب ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ محض غلط ہے۔ اللہ کے فرشتے اُس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ ویفعلون ما یؤمرون۔ فرشتے وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم. (۲۷)

(۲۶) کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنّت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں، ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سُلگاتے ہیں، مُرادیں مانگتے ہیں۔ اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مرد اِن درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

الجواب: یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں۔ ان کا اِزالہ لازم۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔ (۲۸)

(۲۷) پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بعض جگہ مزار بنالیا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے مزار کی اینٹ دفن ہے۔ اس مزار میں ایسی جگہ جا کر عرس کرنا، چادر

چڑھانا کیسا ہے؟ وہ قابلِ تعظیم ہے یا نہیں؟

امام اہلِ سنّت نے جواب میں تحریر فرمایا:

''جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں۔ **واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم**۔ (۲۹)

(۲۸) روبرو احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم کو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبد القادر
تم شبِ معراج آ کر دوش پر پائے پیمبر
لے چڑھے عرشِ بریں پر المدد یا عبد القادر

یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت جواب رقم فرماتے ہیں:

''پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **اِذا سألتما للہ حاجۃ فا سالوہ بی**۔ جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لیے دعا کرو، تو میرا وسیلہ لے کر دعا مانگو۔ اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ **من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہٗ وَمَن فادی یاسمی فی شدۃ فرجت عنہ**۔ جو کسی بے چینی میں مجھ سے فرماد کرے، اس کی بے چینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے، وہ سختی زائل ہو۔ یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابو الحسن علی قدس سرہٗ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ وعلما نے اپنی تصانیف میں روایت کیے۔ و للہ الحمد۔

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شبِ معراج حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شبِ معراج عرش پر گئے۔ شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا ؎

تھا تمہارا دوشِ اطہر زینۂ پائے پیمبر
جب گئے عرشِ بریں پر المدد یا عبدِ قادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا ؎ المدد یا غوث اعظم کہ خالی نامِ پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

(فتاویٰ افریقہ، ص۴۹)

(۲۹) حضراتِ علمائے کرام کچھ عرصہ سے ایک ضخیم کتاب ''گلزارِ وحدت'' مصنفہ پیر جی نجم الدین متوطن جھنجون ضلع جے پور طبع ہوئی ہے، جس میں جا بجا ملحدانہ مولات مندرج ہیں، مشتے نمونہ از خروار عرض ہے ؎

وہی وہی کوئی اور نہ دوجا اس بن کوئی اور نہ سوجا
ہر رنگ سے بے رنگی آیا ہر ہر بھیس سے آپ دکھایا
آپ ہی دیکھے آپ دکھاوے پھر وہ آپ کو آپ سراوے
کہیں محمد ہوکر آیا ہادی مہدی نام دھرایا
کہیں عارف ہوا گیانی اپنی اپنے قدر پہچانی
کہیں عاشق ہو پھرے دیوانہ کہیں معشوق محبوب یگانہ
کہیں عابد ہو کرے عبادت کہیں زاہد ہوکرے ریاضت
کہیں مؤذن بانگ سُنا دے آپ ہی آپ کو سیس نوادے
کہیں برہمن سنکھ بجایا آپ ہی اپنا مرجس گایا
کہیں رِند ہوا شرابی راگ رنگ جنگ ربابی
کون ہے آدم کون ہے ابلیس کون سلیماں اور بلقیس
یہ سب انچھر وہ ہے معنا پہن لیا ہے ایسا بانا

یہ سب روپ اسی نے دھارے ایک ایک سے بھی نیارے
ایک نے اتنے نام دہرائے ایک ایک سے بھی نیارے
اوّل ہوکر آخر ہوا ظاہر ہوکر باطن ہوا
کہیں واجب معبود کہلایا کہیں ممکن بندہ بن آیا
جیسے جل کر برف بنائی جل بِن اس میں اور نہ کائی
جوں حباب دریا سے اُٹھے آخر اس کا اس میں میٹے
بیرنگی بہ رنگ لے آیا ہر ہر نتھہ میں آپ پوجایا
مکھ پر چادر میم کی رکھ کر آپ غفور احمد اپنا نام دھر جگ میں کیا ظہور
نجما دیکھ اس یار کی رمزوں کی دستور ہر رنگ میں بیرنگ رہا دور کا دور

صفحہ ۷۴: پھر جس شخص نے خلق اور خالق کو دو سمجھے اور ایک نہ جانا وہ مشرک ہے کہ مبتلا ہوا پیچ شرکِ خفی کے، اور جس شخص نے کہا ذات کو ساتھ فردیت کے یعنی خلق اور خالق کو ایک سمجھا، وہ موحد ہے۔ صفحہ ۵۹: اے عزیز! چھٹا مرتبہ انسان کامل کا ہے، وہ مشترک ہے مرتبوں ذاتی اور خلقی میں، یعنی اگر اس تعین بشریت کے خیال سے اس کو دیکھے تو آدمی ہے اور اگر اس کی کمالیت فقر کی طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ ہے، بموجب اس قول کے، قول صوفیہ **اذا اتم الفقر فهو الله**۔ صفحہ ۱۱۹، صفحہ ۱۲۰: نقل ہے کہ جب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے درسِ توحید شروع کیا اور مسئلہ وحدۃ الوجود کو ظاہر فرمانے لگے، چنانچہ یہ رُباعی ان کی تصنیف ہے ؎

لا آدم فی الکون ولا ابلیس لا ملك سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارة و انت المعنے یا من هو للقلوب مقناطیس

یعنی نہ تو آدم ہے نہ شیطان ہے، جہاں میں نہ ملک سلیمان علیہ السلام کا نہ بلقیس کا، پھر یہ سب عبارت ہیں اور تو اس عبارت کے معنی ہے۔ اے وہ کوئی جو واسطے دلوں کے لوہ چگا ہے، ف یعنی جس طرح پتھر لوہ چگی کا لوہ کو اُٹھا لیتا ہے، اسی طرح دلوں مخلوق کو اپنے تابع

کرر کھتے ہیں۔

غرض کہ شیخ مذکور نعرۂ ہمہ اوست کا مارنے لگے۔ علماؤں نے اس میں صلاح و مشورہ کیے، کرے اور بتلائے کہ یہ فقیر تو شریعت میں رخنہ ڈالنے لگا۔ اوّل تو اس کو قائل کروا گر نہ مانے گا تو اس کو ماریں گے۔ غرضکہ سب کی صلاح سے ایک شخص نے اِن علماؤں سے آ کر شیخ کے پاس عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعوت ہے۔ آپ نے قبول کری۔ اس شخص نے کئی قسم کے کھانے پکائے اور ایک خوان میں جُدا جُدا برتنوں میں دھرلا یا اور ایک رکابی میں پلیتی بھی بھر کر اس خوان میں لایا۔ آپ نے وے تمام کھانے جو جو نفیس سے تھے، کھا لیے اور پاخانہ نہ کھایا۔ جب اُس شخص نے کہا کہ حضرت اس کو بھی کھا لو، یہ بھی کوئی غیر نہیں ہے، وہ ہی ہے۔ شیخ نے فرمایا: بہت اچھا! ان کے مکان کے صحن میں ایک حوض پانی کا تھا، آپ نے پانی میں غوطہ مار کر خوک کی صورت ہو کر نکلے اور اس پاخانہ کو کھا لیا، اور پھر حوض میں غوطہ مارا اور آدمی کی شکل ہو کر نکل آئے۔ اور فرمایا: اے عزیز! وہ طعام بھی میں نے کھایا اور یہ پاخانہ بھی میں نے کھایا، مگر طعام واسطے صورتِ انسانی کے تھی اور پاخانہ واسطے شکل خوک کے بنا کر آیا۔ وہ میں ہی تھا کہ آدمی تھا اور خوک ہو گیا۔ حضرات اسی طرح تمام کتب جو ۴۲۵ صفحوں پر لکھی گئی ہے، مضامین الحادیہ سے مملو ہے۔ بارہا پیر جی مذکور کے متبعین سے جو ایک جماعت جہلا کی ہے، کہا گیا کہ یہ کتاب سراسر عقائد کو خراب کرنے والی اور نا قابلِ عمل ہے۔ مگر جواب یہی ملتا ہے کہ علمائے عظام حنفی المذہب سے اس کے متعلق استفسار کیا جائے۔ جو ارشاد ہو گا، اس کے مطابق عمل کیا جاوے گا۔ اس لیے یہ چند حوالہ جات معروضہ بالا مقامات مختلفہ سے نقل کر کے استدعا ہے کہ عندالشرع اس شخص کا مع اس کے مریدین اور متبعین کے جو حکم ہو بوضاحت تحریر فرما کر مزین بمہر فرمائیں تا کہ جماعت جہلا جو ان کے دامِ تزویر میں ہے، رہائی پا کر راہ یاب ہوں۔ **واللہ تعالیٰ ہو الموفق**۔

الجواب: یہ کلماتِ الحاد ہیں اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو وہ ملعون حکایت نقل کی ہے محض کذب و اِفترا و ساختۂ ابلیس لعین ہے، توحید ایمان

ہے اور وحدۃ جود حق اور زعم اتحاد الحاد، صوفیہ کرام تو صاحب تحقیق ہیں، اور ان کے اپنے مقلدین ملحد و زندیق ہیں۔ اس کتاب کا جس کے پاس ہو اس پر جلا دینا فرض ہے، اور اسے دیکھنا حرام اور اس پر اعتقاد رکھنا کفر۔ یہیں سے اس شخص اور اس کے مریدین اور متبعین کا حال ظاہر، واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰)

(۳۰) ایک مُلّا کہتا ہے کہ ''دعائے گنج العرش'' اور ''دعائے عکاشہ'' وغیرہ عربی و فارسی دعاؤں پر اور اسی طرح نور نامہ ہندی جو میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تفصیلی ذکر پر مشتمل ہے، کو پڑھنے پر ثواب اس قدر لکھا ہے کہ چالیس شہیدوں اور حج وغیرہ نیک اُمور کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ملّا مذکور کہتا ہے یہ ثواب جو لکھا ہوا ہے، حاصل نہیں ہوتا، یہ غلط لکھا ہوا ہے۔ صرف کتابیں فروخت کرنے کے لیے لکھا گیا ہے، جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ کیا ملّا کا قول شرع شریف کے مطابق ہے یا مخالف؟ اگر ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ لکھا ہوا ہے تو براہِ مہربانی سند اور حوالہ کتاب کے ساتھ تحریر فرمائیں کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنے پر اس قدر ثواب ہے؟ (ت)

الجواب: ہندی زبان میں لکھا ہوا رسالہ جو ''نور نامہ'' کے نام سے مشہور ہے، اس کی روایت بے اصل ہے، اس کو پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں ثواب کی جگہ پر اور دعاؤں پر مطبعوں میں جو اسنادی روایتیں لکھتے ہیں، وہ اکثر بے واصل ہیں۔ اور ثواب تو اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا نیکیوں کے ترازو کو بھر دیتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا عرش سے نیچے نہیں رُکتا، ان میں سے اگر ایک کلمہ بھی قبول ہو جائے تو اس کا ثواب جنت کے ماسوا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ثواب بہت پاکیزہ اور بہت زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۱)

(۳۱) بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ذِکر

الشہادتین دیکھا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کے بتائی تھی۔ مجھے اس نماز کی تلاش ہے۔ میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ براہِ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرما کر ترتیب نماز سے اطلاع دیجیے۔

الجواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ روایت محض بے اصل ہے۔ حضرت نے کوئی نماز اُس پلید کی مغفرت کے لیے اُس کو تعلیم نہ فرمائی۔ (۳۲)

(۳۲) خطیب حضرات تنگ دستی سے مایوسی دور کرنے کے لیے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فقر میرا فخر ہے اور اس پر میں فخر کرتا ہوں۔

اس روایت کے بارے میں امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: یہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ فقر کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے، جیسا کہ مالداری کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (۳۳)

(۳۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلے میں کہ فاتحہ گیارھویں شریف میں رُباعی شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں۔ رُباعی یہ ہے ؎

سیّد و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانۂ

اور اگر یہ رُباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارھویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجیے۔

الجواب: یہ رُباعی نہ پڑھی جائے۔ اس میں بعض الفاظ خلافِ شانِ اقدس ہیں۔ فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے۔ جو کچھ قرآنِ مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درودِ غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و

آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص، پھر تین بار درودِ غوثیہ۔ درودِ غوثیہ یہ ہے:

اللھم صل علٰے سیدنا و مولینا محمد معدن الجودِ والکرم وعلٰے آلہ وبارك وسلم

اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے:

وعلٰی اٰلہ الکرام وابنہ الکریم و امتہ الکریم و بارك وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۴) بعض لوگ جناب پیرانِ پیر کا پیوند دیتے ہیں، کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اُس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اسی طرح دوسرے برس ۱۴ یا ۱۵/سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کرواکے اس کا دسواں حصہ جناب پیرانِ پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے۔ اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل ہے یا بھینسا ہے، تو اسے ہل جوتنے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے بیاہنے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کرکے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بودا ہو کر گر پڑے اور پڑا پڑا بودا ہو جائے، اور کھیتوں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں۔ جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے؟ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلاً قومِ ہنود بچّوں کے سروں پر رکھتے ہیں۔ اگر پوچھا جائے یہ کیا ہے؟ تو پیر صاحب کی بودی بتلاتے ہیں، اور ایسے ہی مدار پیر کی چٹا پھر مدّت معہود کے بعد اسے پیر صاحب کی منّت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کر کے منڈواتے ہیں اور جو شخص اس دسوندھی بچّہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اُس قیمت اور ہنسلیاں کے دسویں حصّے سے نیاز لیتا ہے، آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: (۱) دسوندی نام کُفّار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ

کافروں کے نام رکھے۔ کما صرحوا بہ فی التسمّی بیوحنا وغیرہ (جیسا کہ یوحنا نام رکھنے کے متعلق فقہانے تصریح فرمائی ہے۔ت) اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے۔فان ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔ (کیوں کہ جس چیز کا لینا حرام، اُس کا دینا بھی حرام ہے۔ت) (الاشباہ والنظائر، الفن الاول، ج ۱، صفحہ ۱۸۹) اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے، اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کریں گے تو جئے گا ورنہ مر جائے گا تو سخت جہل بے بہودا اعتقاد مردود، مشابہ خرافاتِ ہنودؔ وغیرہم کفّار عنود ہے۔ ہاں اگر ان بے ہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولیٰ عزوجل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اس کا ثواب نذر روح پُرفتوح حضور پُرنور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدّہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالیٰ صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصالِ ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات رضا و دُعا وتوجہ شاملِ حال ہوں گے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و نیاز مندی کے اظہار سے اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ خوش ہوگا اور اس کی خوشی جالب رحمت وسالب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رُکے گی مگر اجل معلوم تک، تو یہ اعتقاد وعمل صحیح وبے خلل ہوتے۔واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا سیدھا راستہ دکھاتا ہے یعنی ہدایت نصیب فرماتا ہے۔ت)

(۲) یونہی جانوروں کی قیمت کا دسواں حصہ اگر ان خیالاتِ باطلہ کے طور ہے تو مذموم، اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدّق ہے جس سے دفع بلا مقصود اور بے شک صدقہ ردِّ بلا کرتا اور باذنہٖ تعالیٰ موت سے بچاتا ہے۔ اگرچہ قضائے الٰہی کا کوئی پھیرنے والا نہیں۔ نطقت بذلك احادیث جمعة تغنیك عن سردھا شھرتھا فی الامة۔ (ان باتوں پر جملہ احادیث ناطق ہیں کہ جن کا اُمت میں مشہور ہونا ہی تمہیں ان کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت سے بے نیاز کردے گا۔ت) رہی ہل جوتنے اور بیاہنے

کے وقت کی خصوصیت، وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں، نہ اُسے تخصیص شرعی و ضروری سمجھا جائے تو لا ینفع ولا یضر (نہ وہ مفید ہے نہ مضر۔ ت) ہے۔ کسائر التخصیصات العرفیۃ التی لا حاجز علیھا من الشرع۔ (باقی تخصیصات عرفیہ کی طرح کہ شریعت میں جن کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ت)

(۳) درختوں کو رب خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر اُن کا جلانا اور صَرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ نکالنا اور بحیرہ وسائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے، جس پر ردّ وانکارِ شدید خود قرآن مجید میں موجود۔ وقال تعالیٰ وقالوا ھذہٖ انعام و حرث حجر لا یطعمھا الّا من نشاء بزعمھم الیٰ قولہ تعالیٰ سیجزیھم بما کانوا یفترون۔ (القرآن الکریم، ۶ / ۱۳۸)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مشرک اپنے خیال میں کہنے لگے یہ چوپائے اور کھیتی جن کی بندش کردی گئی ہے ان کو وہی کھائے گا یا کھا سکے گا جسے ہم چاہیں گے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں سزا دے گا اس جھوٹ کی جو وہ بناتے رہتے ہیں۔ (ت)

مسلمانوں پر ایسی بدعت شنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور جلد توبہ کریں۔

(۴) کھیت میں سے حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک پر حصّہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اس حصّے کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اس دینے سے تصدّق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرّب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہوکر مضرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقاداتِ باطلہ وفاسدہ وبدعاتِ سیئہ ہیں اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے لیے تصدّق منظور، تو کھیتوں میں سے ایسا حصّہ دینا خود قرآنِ عظیم میں مطلوب۔

قال تعالیٰ واٰتوا حقہٗ یوم حصادہٖ۔ (القرآن الکریم ۶/ ۱۴۱)

(لوگو!) کھیتی سے (حق داروں کا) حق اس کی کٹائی والے دن ادا کردیا کرو۔ (ت)

اوراس کے روکنے کی مذمت قصّہ اصحاب الجنّۃ میں مذکور۔

قال تعالیٰ فتنادوا مصبحین O ان اغدوا علیٰ حرثکم ان کنتم صارمین O فانطلقوا وھم یتخافتون ان لا یدخلنّھا الیوم علیکم مسکین O (القرآن الکریم ۶۸/۲۱ تا ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ باغ والے صبح ہوتے ہی سویرے سویرے ایک دوسرے کو بلانے لگے کہ سویرے اپنی کھیتی طرف چلو اگر تم اسے کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہو، پھر وہ چلنے لگے جبکہ وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ آج تمہارے پاس کوئی محتاج نہیں آنا چاہیے (یعنی کسی محتاج کو اپنے قریب نہ آنے دیا جائے) (ت)

اوراس کا ثواب نذر روحِ اقدس کرنا اُس عملِ طیب میں طیب وخوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی عقیدۂ باطلہ کے ساتھ نہ ہو۔اس صورت میں اسے:

وجعلوا للہ ممّا ذرا من الحرث والانعام نصیباً فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا ۔الآیۃ۔(القرآن الکریم ۶/۱۳۶)

جو کھیتی اور جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ان میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کا ایک حصّہ مقرر کیا ہے، پھر وہ اپنے خیال میں باطل کی بنا پر کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ کا حصّہ ہے اور ہمارے شریکوں کا۔الآیۃ (ت)

میں داخل سمجھنا محض جہالت وزبان زوری ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔)

(۵) لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز اور فعلِ مذکور رسومِ ملعونۂ کفّار سے تشبّہ ہے، جس سے احتراز لازم۔

(۶) جو شخص احوالِ مذکورہ بروجوہ مذمومہ سے صدقہ لیتا ہے اگر اُن اعتقاداتِ باطلہ میں اُن کا شریک تو خود بھی سابق ومبتدع ہے جس کی امامت مکروہ اوراس کے ہاتھ پر بیعت جہالت ورنہ اُن کے لینے سے احتراز چاہیے مگر اُن کے فسق وبدعت کا وبال اس کے سر نہ ہوگا۔

قال تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ ۔(القرآن الکریم ۶/۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔ (ت)

اور اگر وہ صدقات اُن شرعی طریقوں پر ہیں جو ہم ذکر کر آئے اور یہ شخص محل صدقہ لینے میں اصلاً حرج نہیں۔ واللہ سبحٰنہ و تعالٰے اعلم۔ (۳۵)

(۳۵) مسئلہ: ہاروت و ماروت جو چاہِ بابل میں قید ہیں۔ فرشتے ہیں یا جِن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کی جائے؟ اور اگر جِن وانس کہا جائے تو درازئ عمر کے واسطے کیا حجت پیش کی جائے؟ اور جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا، اور ایک فرشتہ طوق وزنجیر پہنے ہوئے وسط میں حاضر ہوا، اور منادی نے ندا کی کہ اس فرشتے نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی یہ سزا ملی، کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ قدیم سے میرے تمام اسقام کا چارہ اسی آستانے سے ہوتا رہا ہے، اس واسطے اس سمع خراشی کی جرأت پڑ گئی۔ والسلام

الجواب: جنابِ من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

قصّہ ہاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے ائمۂ کرام کو اس پر سخت انکارِ شدید ہے۔ جس کی تفصیل شفا شریف اور اس کی شروح میں ہے۔ یہاں تک کہ امامِ اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

هذه الاخبار من كتب اليهود و افتراأتهم۔

یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔

ان کو جِن یا انس مانا جائے جب بھی درازئ عمر مستبعد نہیں۔ سیّدنا خضر وسیّدنا الیاس و سیّدنا عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جِن ہے۔

اور راجح یہی ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں، جن کو رب عزوجل نے ابتلائے خلق کے لیے مقرر فرمایا کہ جو سحر سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ:

انما نحن فتنة فلا تكفر۔

ہم تو آزمائش ہی کے لیے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔

اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے، اسے تعلیم کریں تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں۔

به قال اکثر المفسرین علی ما عزا الیھم فی الشفاء الشریف۔

اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے جیسا کہ شفا شریف میں ان کی طرف منسوب ہے۔(ت)

اور یہ روایت کہ ''تاریخ الخلفاء'' کی طرف نسبت کی قطعاً باطل اور بے اصل محض ہے۔ نہ اس وقت تاریخ الخلفاء میں اس کا ہونا یادِ فقیر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۶)

(۳۶) ایک شخص کہتا ہے کہ ابن صیاد کے قصہ کے علاوہ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجّال کے ساتھ ملاقات کی جبکہ دجّال اپنی اصلی صورت پر تھا، جیسا کہ خروج کے وقت ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ممانعت پر کان نہ دھرتے ہوئے دجّال کو تلوار ماردی، جو اس کو نہ لگی بلکہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک پیشانی پر جالگی، جس سے بہت زیادہ خون جاری ہوا اور پیشانی پر زخم کا نشان باقی رہا، کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: ''یہ خالص جھوٹ اور افترا ہے۔ یقیناً رافضیوں کی من گھڑت روایتوں میں سے ہے۔ اللہ انھیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (۳۷)

یہاں احقر نے محدود معلومات کی بنا پر اختصار کے ساتھ چند غیر مستند و باطل روایات کا تذکرہ کیا۔ امام اہلِ سنّت کی تصانیف کا اگر بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو اور کئی روایتوں کی نشان دہی کی جاسکتی ہے۔

(۳۷) زید کہتا ہے کہ میں اولادِ سیّد بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار کے ہوں اور اُن ہی سے ہمیں خلافت بھی ہے۔ عمرو نے اس پر جواب دیا کہ سیّد بدیع الدین صاحب نے

نہ شادی کی، نہ اُن کی اولاد ہوئی۔ پھر تم کہاں سے پیدا ہوئے؟ اور تمہیں خلافت کس نے دی؟ زید نے اس پر جواب دیا کہ نہیں! سیّد بدیع الدین صاحب نے دو خلیفہ کیے، ہم انھیں کی اولاد میں ہیں اور انھیں سے خلافت چلی آ رہی ہے۔

امام اہلِ سنّت اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''بے اصل و بے سروپا باتیں ہیں، جن کا کہیں پتہ نہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے: حضرت مدار صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا ہے، خلافت نہ کسے دادہ ام نخواہم داد۔ میں نے خلافت نہ کسی کو دی ہے، نہ آگے دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔''(۳۸)

(۳۸) حضرت سکینہ کی شادی قاسم کے ساتھ من گھڑت ہے۔

امام اہلِ سنّت فرماتے ہیں: ''نہ یہ شادی ثابت ہے، نہ یہ مہندی، سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز یعنی یہ بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔''(۳۹)

(۳۹) حبّ الوطن من الایمان۔ وطن کی محبت ایمان ہے۔

اس کے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا حصّہ ہے، نہ حدیث سے ثابت ہے، نہ ہرگز اس کے یہ معنیٰ۔(۴۰)

(۴۰) ذابح بقر اور قاطع شجر والی حدیث یعنی جس حدیث میں گائے ذبح کرنے والے یا پیڑ کاٹنے والے کی بخشش نہیں، بیان کیا جاتا ہے، اس تعلق سے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''ذبح کا پیشہ شرعاً ممنوع نہیں، نہ اس پر کچھ مواخذہ ہے، اگر چہ گائے ذبح کرنے کا پیشہ ہو۔ وہ جو حدیث لوگوں نے دربارۂ ذابح بقر و قاطع شجر بنا رکھی ہے، محض باطل و موضوع ہے۔''(۴۱)

(۴۱) یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ”حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے، لہٰذا تم میرے مذہب میں آجاؤ۔ میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہوجائے گی۔“ اس لیے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہوگئے۔

الجواب: یہ روایت صحیح نہیں، حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعہ الکبریٰ تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا، مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اُس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں۔ لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا، اس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴۲)

(۴۲) کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دجّال کو تلوار ماری تھی؟

روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال سے ملاقات کی اور دجّال اپنی اصلی صورت پر تھا، جیسے کہ خروج کے وقت ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت پر کان نہ دھرتے ہوئے دجّال کو تلوار ماردی، جو اُس کی پیشانی پر لگی۔ جس سے بہت زیادہ خون جاری ہوا اور پیشانی پر زخم کا نشان باقی رہا۔ اس روایت کے متعلق امام اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ”یہ خالص جھوٹ اور اِفترا ہے۔ یقیناً رافضیوں کی من گھڑت روایتوں میں سے ہے۔ اللہ انھیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ (۴۳)

(۴۳) کیا حضرت فاطمہ بن اسد کو وحی آئی تھی؟

یہ جو کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کا وقت قریب آیا اور دردِ زہ ہوا، تو اللہ کریم کی طرف سے وحی آئی کہ تُو خانۂ کعبہ میں جا اور وہاں بچّے کی پیدائش کر۔ اس کے متعلق امام اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بن اسد کو وحی آئی خانۂ کعبہ میں جائے اور وہاں بچّے کی پیدائش کر۔ یہ سب جھوٹ اور باطل ہے۔ کیوں کہ کوئی بھی اسلامی ہو یا غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔''(۴۴)

(۴۴) بعض جگہوں پر یہ روایت مشہور ہے کہ

رمضان المبارک کے آخری جمعہ یعنی جمعۃ الوداع کو چند رکعتیں قضائے عمری باجماعت پڑھنے سے عمر بھر کی قضا نمازیں ادا ہوجاتی ہیں یا معاف ہوجاتی ہیں۔ اس کے بارے میں امام اہلِ سنّت اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ جاہلوں کی ایجاد ہے اور محض ناجائز و باطل ہے۔(۴۵)

امام اہلِ سنّت اسی غلط فہمی کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''نماز قضائے عمری کہ آخر جمعہ ماہِ مبارک رمضان میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی بھی قضائیں اُتر جاتی ہیں، محض باطل و بدعتِ سیئہ شنیعہ ہے۔ کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔(۴۶)

(۴۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں صرف مسلمان مَردوں کی مائیں ہیں، عورتوں کی نہیں۔

امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ازواجِ مطہرات اُمہات المؤمنین ہیں، اُمہات المومنات نہیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں تمہارے مَردوں کی ماں ہوں، عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔(۴۷)

(۴۶) اکثر عوام کے عقیدے میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں؟

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں:

''جس کا عقیدہ یہ ہو کہ حضور پُرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل یا اُن کے ہمسر ہیں، گمراہ بدمذہب ہے۔ سبحان اللہ! اہلِ سنّت کا اِجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الاولیاء، مرجع العرفاء، امیر المؤمنین، مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی اکرم وافضل واتم واکمل ہیں۔ جو اِس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔ نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینی۔ معاذ اللہ! انکارِ آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ وخرق اجماعِ اُمت مرحومہ ہے۔ **ولا حول ولا قوّة اِلّا باللہ العلی العظیم۔**

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پُرنور، سلطانِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل الصحابہ سے افضل بتایا، حالانکہ اِن بے ہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(۴۸)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حوالہ جات

۱) مسلم شریف، جلد ۱، ص ۳۷

۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۷۲۷

۳) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۲۲۷

۴) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۳۴۷

۵) الملفوظ، حصّہ دوم، ص ۹۲

۶) فتاویٰ رضویہ، مترجمہ، جلد ۲۹، ص ۶۲۹

۷) احکامِ شریعت، حصّہ دوم، ص ۱۴۵

۸) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۱۴، ص ۳۰۸

۹) الملفوظ، حصّہ دوم، ص ۹۲

۱۰) فتاویٰ رضویہ، معریٰ، جلد ششم، ص ۳۲۹

۱۱) فتاویٰ رضویہ، معریٰ، جلد ۱۲، ص ۳

۱۲) احکامِ شریعت، حصّہ سوم، ص ۳۲۲

۱۳) فتاویٰ رضویہ، معریٰ، جلد ۱۲، ص ۱۹۶

۱۴) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۴، ص ۴۹۷

۱۵) فتاویٰ رضویہ، معریٰ، جلد ۱۲، ص ۱۹۷

۱۶) احکامِ شریعت، حصّہ دوم، ص ۱۸۳

۱۷) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۲۶۰

۱۸) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۲۷۱

۱۹) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۳، ص ۲۷۲

۲۰) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۱۴، صفحہ ۶۴۶ ـ ۶۴۷

۲۱) فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۱۴، ص ۳۱۶ ـ ۳۱۷

۲۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۵، صفحہ ۱۰۴
۲۳) احکامِ شریعت، حصّہ دوم، ص ۱۴۸
۲۴) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۴، صفحہ ۵۰۰
۲۵) فتاویٰ رضویہ، معریٰ، جلد ۱۰، صفحہ ۸۴
۲۶) احکامِ شریعت، حصّہ دوم، ص ۱۵۸
۲۷) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، صفحہ ۶۵۹
۲۸) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۹۰
۲۹) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۹، صفحہ ۴۲۶
۳۰) فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۱۹۸
۳۱) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، ص ۶۱۰
۳۳) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۶۳۱
۳۴) احکامِ شریعت، حصہ اوّل، صفحہ ۴۶، مطبوعہ اسلامک پبلشر، دہلی
۳۵) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۳
۳۶) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۶، صفحہ ۳۹۸
۳۷) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۶، صفحہ ۶۲۸
۳۸) فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۶
۳۹) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۰۲
۴۰) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۵، ص ۲۹۶
۴۱) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۲۵۰
۴۲) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، ص ۴۳۳
۴۳) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، ص ۶۲۸
۴۴) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۵، ص ۱۹۶
۴۵) فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص ۵۳

۴۶) فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص ۴۱۸

۴۷) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۷۶

۴۸) فتاویٰ رضویہ، مترجم جلد ۲۸، ص ۴۱۹، ۴۲۰